تجارتی وکاروباری آزادی کا اسلامی فقہ میں تصور: قرآن وسنت کی روشنی میں چیلنجز، حدود اور معاصر تطبیقات

The Concept of Freedom of Trade and Business in Islamic Jurisprudence: Challenges, Limitations, and Contemporary Applications in the Light of the Qur'an and Sunnah

*Dr.Fazail Asrar Ahm
**Dr Mehboob Ali Shah
***Dr.Abdul Majid

Abstract

This study examines the concept of freedom of trade and business within the framework of Islamic jurisprudence, with particular reference to the Qur'an and Sunnah. Islam recognizes economic activity as a fundamental human need and grants individuals the right to engage in trade and business. However, this freedom is not absolute; it is governed by a set of ethical and legal principles designed to ensure justice, fairness, and social welfare. The study explores the foundational principles of lawful (halal) and unlawful (haram) earnings, mutual consent in transactions, and the prohibition of exploitative practices such as interest (riba), fraud, and excessive uncertainty (gharar).

Furthermore, the research analyzes the limitations imposed by Islamic law on business activities, including restrictions on monopoly, hoarding, and trade in prohibited goods. In addition, it highlights contemporary challenges such as interest-based financial systems, digital fraud, and corporate dominance in global markets. Using an analytical and descriptive methodology, the study evaluates how Islamic jurisprudence addresses these issues and proposes practical solutions rooted in ethical business conduct and Islamic financial models.

The findings suggest that Islam provides a balanced approach by allowing economic freedom while maintaining strict moral and legal boundaries, offering a viable framework for addressing modern economic challenges.

Keywords

Islamic Jurisprudence, Freedom of Trade, Business Ethics, Qur'an and Sunnah, Riba, Gharar, Monopoly, Islamic Finance, Economic Justice, Contemporary Challenges

……………………………………

*Post_Doc Fellow IRI_IIUI. / Assistant Prof. Faculty Of Law. Grand Asian University Sialkot.
**Head Master Punjab Education Department GES Meht Jhedu tehsile Chishtian Distt Bahawal Nagar
***Assistant Professor Government Graduate college Burewala Dist. Vehari

یہ تحقیق اسلامی فقہ کے تناظر میں تجارتی وکاروباری آزادی کے تصور کا جائزہ پیش کرتی ہے، جس کی بنیاد قرآنِ مجید اور سنتِ نبویہ پر ہے۔ اسلام انسان کو معاشی سر گرمیوں، تجارت اور کاروبار کی اجازت دیتا ہے تاکہ وہ اپنی اور معاشرے کی ضروریات پوری کر سکے، تاہم یہ آزادی مطلق نہیں بلکہ اخلاقی اور شرعی اصولوں کے تابع ہوتی ہے۔

اس مطالعہ میں حلال و حرام کمائی، باہمی رضامندی، دیانت داری اور شفافیت جیسے بنیادی اصولوں کو واضح کیا گیا ہے، جبکہ سود (ربا)، دھوکہ دہی، اور غرر (غیر یقینی معاملات) جیسی ممنوعہ سر گرمیوں کی ممانعت کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ مزید برآں، تحقیق میں تجارتی آزادی پر عائد حدود جیسے اجارہ داری، ذخیرہ اندوزی اور حرام اشیاء کی تجارت کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔

یہ تحقیق معاصر دور کے اہم چیلنجز، مثلاً سودی مالیاتی نظام، ڈیجیٹل فراڈ، اور عالمی مارکیٹ میں بڑی کمپنیوں کی اجارہ داری کا بھی تجزیہ کرتی ہے۔ تحقیقی و تجزیاتی منہج اختیار کرتے ہوئے یہ مطالعہ اسلامی اصولوں کی روشنی میں ان مسائل کے حل بھی پیش کرتا ہے۔

نتائج سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام ایک متوازن معاشی نظام فراہم کرتا ہے جو تجارتی آزادی کو تسلیم کرتا ہے مگر اسے اخلاقی و قانونی حدود میں رکھتا ہے، اور یوں جدید معاشی مسائل کے لیے ایک مؤثر رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

تعارف:

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو انسانی زندگی کے ہر پہلو کی رہنمائی فراہم کرتا ہے، خواہ وہ عبادات سے متعلق ہو یا معاملات سے۔ معاشی اور تجارتی سر گرمیاں انسانی زندگی کا ایک لازمی حصہ ہیں، اسی لیے اسلام نے ان کے لیے واضح اصول و ضوابط مقرر کیے ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں تجارت اور کاروبار کو نہ صرف جائز قرار دیا گیا ہے بلکہ اسے ایک باعزت ذریعہ معاش بھی سمجھا گیا ہے۔ قرآنِ مجید میں متعدد مقامات پر تجارت کا ذکر ملتا ہے اور اسے باہمی رضامندی اور انصاف کے ساتھ انجام دینے کی تلقین کی گئی ہے۔

اسلامی نظامِ معیشت کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ یہ انسان کو معاشی سر گرمیوں میں آزادی فراہم کرتا ہے، تاکہ وہ اپنی محنت اور صلاحیت کے ذریعے رزقِ حلال حاصل کر سکے۔ تاہم یہ آزادی مطلق نہیں بلکہ اسے اخلاقی، سماجی اور شرعی حدود کے اندر محدود رکھا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں سود، دھوکہ دہی، ذخیرہ اندوزی، ناپ تول میں کمی، اور ناجائز منافع خوری جیسے اعمال کو سختی سے ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ اس طرح اسلامی معیشت ایک ایسا متوازن نظام پیش کرتی ہے جس میں فرد کی آزادی اور

معاشرے کی بھلائی دونوں کو یکجا کیا گیا ہے۔

فقہ اسلامی میں تجارتی وکاروباری آزادی کا تصور بنیادی اصول "اباحت" پر قائم ہے، یعنی اصل میں تمام معاملات جائز ہیں جب تک ان کی حرمت پر کوئی واضح دلیل موجود نہ ہو۔ اس اصول کے تحت انسان کو مختلف معاشی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی اجازت دی گئی ہے، لیکن ساتھ ہی اسے اس بات کا پابند بنایا گیا ہے کہ وہ شریعت کے مقرر کردہ اصولوں کی خلاف ورزی نہ کرے۔ اس تناظر میں اسلامی فقہ نہ صرف کاروباری آزادی کو تسلیم کرتی ہے بلکہ اس کے لیے ایک اخلاقی فریم ورک بھی فراہم کرتی ہے جو عدل، دیانت اور امانت پر مبنی ہے۔

موجودہ دور میں عالمی معیشت تیزی سے ترقی کر رہی ہے اور تجارت کے نئے طریقے سامنے آ رہے ہیں، جیسے کہ ڈیجیٹل مارکیٹس، ای کامرس، اور بین الاقوامی مالیاتی نظام۔ ان ترقیات نے جہاں کاروباری مواقع میں اضافہ کیا ہے، وہیں کئی پیچیدہ مسائل اور چیلنجز بھی پیدا کیے ہیں۔ سودی بینکاری نظام، آن لائن فراڈ، مارکیٹ میں اجارہ داری، بلیک مارکیٹنگ، اور غیر اخلاقی اشتہاری حربے ایسے مسائل ہیں جو نہ صرف معاشی توازن کو متاثر کرتے ہیں بلکہ معاشرتی انصاف کو بھی نقصان پہنچاتے ہیں۔

ایسے حالات میں یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ اسلامی فقہ کی روشنی میں ان مسائل کا جائزہ لیا جائے اور یہ دیکھا جائے کہ اسلامی اصول کس حد تک ان جدید چیلنجز کا حل پیش کر سکتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں دیانت داری، شفافیت، اور باہمی رضامندی کو بنیادی اہمیت حاصل ہے، جو کہ ایک صحت مند معاشی نظام کے قیام کے لیے ناگزیر ہیں۔ اسی طرح اسلامی معیشت میں ریاست کا کردار بھی اہم ہے، جو مارکیٹ میں عدل وانصاف کو یقینی بنانے اور ناجائز سرگرمیوں کی روک تھام کے لیے ذمہ دار ہوتی ہے۔

اس تحقیق کا مقصد تجارتی وکاروباری آزادی کے اسلامی تصور کو واضح کرنا، اس کی شرعی حدود کا تعین کرنا، اور معاصر دور میں درپیش چیلنجز کا تجزیہ کرنا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ تحقیق اس بات کو بھی اجاگر کرے گی کہ اسلامی اصولوں کو جدید معاشی نظام میں کس طرح نافذ کیا جا سکتا ہے تاکہ ایک منصفانہ اور متوازن معاشرہ تشکیل دیا جا سکے۔

یہ مطالعہ اس بات کی وضاحت کرے گا کہ اسلام نہ تو مکمل پابندیوں کا نظام پیش کرتا ہے اور نہ ہی بے لگام آزادی کا، بلکہ یہ ایک ایسا معتدل راستہ اختیار کرتا ہے جس میں فرد کو ترقی کے مواقع فراہم کیے جاتے ہیں اور ساتھ ہی معاشرے کے مفادات کا بھی تحفظ کیا جاتا ہے۔ اسی توازن کی بنیاد پر اسلامی فقہ ایک ایسا معاشی نظام پیش کرتی ہے جو نہ صرف ماضی میں کامیاب رہا ہے بلکہ

موجودہ دور کے پیچیدہ معاشی مسائل کے حل کے لیے بھی رہنمائی فراہم کر سکتا ہے۔

تجارت کا مفہوم:

تجارت Commerce/Trade سے مراد وہ معاشی عمل ہے جس میں اشیاء اور خدمات کی خرید و فروخت، تبادلہ اور ترسیل اس مقصد کے تحت کی جاتی ہے کہ انسانی ضروریات پوری ہوں اور منافع حاصل کیا جائے۔ ماہرینِ معاشیات کے نزدیک تجارت معیشت کا ایک بنیادی ستون ہے جو پیداوار کو صارف تک پہنچانے کا ذریعہ بنتا ہے۔

معاشیات کی کتب میں تجارت کی تعریف یوں بیان کی گئی ہے:

تجارت وہ عمل ہے جس کے ذریعے اشیاء اور خدمات کو ایک مقام سے دوسرے مقام تک منتقل کر کے یا ایک شخص سے دوسرے شخص کو منتقل کر کے قدر (value) میں اضافہ کیا جاتا ہے۔[1]

اسی طرح ایک اور معروف معاشی تعریف کے مطابق:

تجارت اشیاء اور خدمات کے تبادلے کا وہ منظم نظام ہے جو خریدار اور فروخت کنندہ کے درمیان تعلق قائم کرتا ہے۔2

مزید برآں، کاروباری مطالعہ (Business Studies) میں تجارت کو معیشت کا وہ حصہ قرار دیا گیا ہے جو پیداوار اور صارف کے درمیان پل کا کردار ادا کرتا ہے[3]:

تجارت کا مفہوم معاشیات میں ایک وسیع تصور ہے جس میں صرف خرید و فروخت ہی نہیں بلکہ ترسیل، تقسیم، اور خدمات کی فراہمی بھی شامل ہے۔ یہ معیشت کا اہم حصہ ہے جو پیداوار کو صارف تک پہنچا کر معاشی نظام کو فعال بناتا ہے۔

آزادی کا تصور

اسلام میں آزادی کا تصور محدود اور ذمہ دارانہ ہے۔ انسان کو تجارت اور کاروبار کرنے کی اجازت ہے، لیکن یہ اجازت شریعت کے اصولوں کے تابع ہے۔

کاروباری آزادی کا مطلب یہ ہے کہ انسان جائز ذرائع سے منافع حاصل کرے، لیکن وہ سود، دھوکہ یا ظلم جیسے کام نہ کرے۔

اسلامی فقہ میں اصلِ اباحت

اسلامی فقہ کا ایک اہم اصول یہ ہے: "الأصل في الأشياء الإباحة "یعنی اصل میں تمام چیزیں جائز ہیں جب تک ان

کی حرمت پر دلیل نہ ہو[4]۔

اسی اصول کے تحت تجارت کو جائز قرار دیا گیا ہے، جبکہ قرآنِ مجید میں واضح طور پر سود کو حرام اور تجارت کو حلال قرار دیا گیا ہے[5]۔

حاصل: اس باب سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلامی فقہ میں تجارتی آزادی کو تسلیم کیا گیا ہے، لیکن اسے اخلاقی اور شرعی حدود کے اندر رکھا گیا ہے تاکہ معاشرتی انصاف اور توازن برقرار رہے۔

قرآن وسنت میں تجارت کے اصول

اسلامی شریعت نے تجارت کو انسانی معاشرت کا ایک بنیادی اور ناگزیر حصہ قرار دیا ہے۔ چونکہ انسان اپنی ضروریات خود پوری نہیں کر سکتا، اس لیے تبادلہ اشیاء اور خدمات کا نظام وجود میں آتا ہے، جسے تجارت کہا جاتا ہے۔ اسلام نے اس فطری ضرورت کو تسلیم کرتے ہوئے تجارت کو نہ صرف جائز قرار دیا بلکہ اسے ایک باقاعدہ ضابطے کے تحت منظم بھی کیا ہے۔[6]

قرآنِ مجید اور سنتِ نبویہ میں تجارت کے ایسے اصول بیان کیے گئے ہیں جو ایک منصفانہ، شفاف اور اخلاقی معاشی نظام کی بنیاد رکھتے ہیں۔ یہ اصول نہ صرف فرد کے حقوق کی حفاظت کرتے ہیں بلکہ اجتماعی فلاح کو بھی یقینی بناتے ہیں۔ 7

حلال وحرام کی تمیز

اسلامی معاشی نظام کی بنیاد حلال اور حرام کے واضح تصور پر قائم ہے۔ قرآنِ مجید میں ارشاد ہوتا ہے: " وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا" یعنی اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے[8]

یہ اصول اسلامی معیشت کا بنیادی ستون ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر قسم کی تجارت جائز نہیں بلکہ صرف وہی تجارت درست ہے جو شرعی حدود کے اندر ہو۔ چنانچہ وہ تمام کاروبار جو حرام اشیاء یا غیر اخلاقی سرگرمیوں سے متعلق ہوں، جیسے شراب، جوا، یا دھوکہ دہی پر مبنی معاملات، اسلام میں ناجائز قرار دیے گئے ہیں۔

اسی طرح سودی لین دین کو سختی سے منع کیا گیا ہے کیونکہ یہ معاشی استحصال اور عدم مساوات کو فروغ دیتا ہے۔ اسلام ایک ایسا معاشی نظام قائم کرنا چاہتا ہے جس میں دولت کا منصفانہ بہاؤ ہو اور کسی فریق کے ساتھ ظلم نہ ہو۔

باہمی رضامندی (Mutual Consent)

اسلامی تجارت کا ایک نہایت اہم اصول باہمی رضامندی ہے۔ قرآنِ مجید میں ارشاد ہوتا ہے: "إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ" یعنی تمہارے درمیان تجارت باہمی رضامندی سے ہونی چاہیے[9]۔

یہ اصول اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ کوئی بھی تجارتی معاملہ جبر، دھوکہ یا فریب کے تحت نہ ہو۔ دونوں فریقین کو مکمل معلومات اور آزادی کے ساتھ فیصلہ کرنے کا حق حاصل ہونا چاہیے۔

اس اصول کی روشنی میں وہ تمام معاہدے ناجائز قرار پاتے ہیں جن میں کسی ایک فریق کو دھوکہ دیا جائے یا اس کی لاعلمی کا فائدہ اٹھایا جائے۔ جدید دور میں بھی یہ اصول کنزیومر رائٹس (Consumer Rights) کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

دیانت داری اور امانت

اسلامی تعلیمات میں دیانت داری اور امانت کو تجارت کی روح قرار دیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ":التاجر الصدوق الأمين مع النبيين والصديقين والشهداء" یعنی سچا اور امانت دار تاجر قیامت کے دن انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا[10]

یہ حدیث اس بات کو واضح کرتی ہے کہ اسلام میں تجارت صرف ایک دنیاوی عمل نہیں بلکہ ایک عبادت کا درجہ رکھتی ہے، بشرطیکہ اسے دیانت داری کے ساتھ انجام دیا جائے۔

دیانت داری کا تقاضا یہ ہے کہ تاجر اپنی اشیاء کی صحیح معلومات فراہم کرے، ان کی خامیوں کو نہ چھپائے، اور گاہک کو دھوکہ نہ دے۔ اسی طرح امانت داری کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگوں کے حقوق کا خیال رکھے اور کسی بھی قسم کی خیانت سے بچے۔

ناپ تول میں انصاف اور شفافیت

اسلامی معاشی نظام میں انصاف کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، خاص طور پر ناپ تول کے معاملات میں۔ قرآنِ مجید میں ارشاد ہوتا ہے": وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ" یعنی تباہی ہے ان لوگوں کے لیے جو ناپ تول میں کمی کرتے ہیں[11]۔

یہ آیت اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ معمولی سی زیادتی یا کمی بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابلِ مواخذہ ہے۔ اس لیے تاجر پر لازم ہے کہ وہ مکمل دیانت داری کے ساتھ لین دین کرے۔

یہ اصول آج کے دور میں کوالٹی کنٹرول، اسٹینڈرڈائزیشن، اور شفاف کاروباری پریکٹسز کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

اخلاقی اقدار اور سماجی ذمہ داری

اسلامی تجارت صرف قانونی اصولوں تک محدود نہیں بلکہ اس میں اخلاقی اقدار کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ ایک مسلمان تاجر سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ: جھوٹ سے پرہیز کرے، وعدے کی پابندی کرے، گاہک کے ساتھ حسنِ سلوک کرے

معاشرے کے کمزور طبقات کا خیال رکھے

اسلامی تعلیمات میں تجارت کو معاشرتی خدمت کا ذریعہ بھی سمجھا گیا ہے، نہ کہ صرف ذاتی منافع کا وسیلہ۔

حاصل:

اس باب میں قرآن وسنت کی روشنی میں تجارت کے بنیادی اصولوں کو تفصیل سے بیان کیا گیا۔ان اصولوں میں حلال وحرام کی تمیز، باہمی رضامندی، دیانت داری، اور ناپ تول میں انصاف شامل ہیں۔ یہ تمام اصول ایک ایسے معاشی نظام کی بنیاد فراہم کرتے ہیں جو نہ صرف منافع بخش ہو بلکہ اخلاقی، شفاف اور عادلانہ بھی ہو۔

تجارتی وکاروباری آزادی کی شرعی حدود

اسلامی فقہ میں تجارتی وکاروباری آزادی کو تسلیم کیا گیا ہے، لیکن اس کے ساتھ واضح شرعی حدود بھی مقرر کی گئی ہیں تاکہ معاشی نظام میں توازن، عدل اور انصاف برقرار رہے۔ اگر تجارت کو مکمل اور بے لگام آزادی دے دی جائے تو اس سے استحصال، ظلم اور معاشرتی بگاڑ پیدا ہو سکتا ہے۔

اسی لیے اسلام نے کچھ اصولی پابندیاں عائد کی ہیں جو نہ صرف فرد کو غلط راستوں سے روکتی ہیں بلکہ پورے معاشرے کو نقصان سے بچاتی ہیں۔ان حدود میں سب سے اہم ربا (سود)، غرر (غیر یقینی معاملات)، اجارہ داری، ذخیرہ اندوزی اور حرام اشیاء کی تجارت شامل ہیں۔

ربا (سود) کی حرمت

اسلامی معیشت میں سب سے بڑی اور بنیادی پابندی سود کی حرمت ہے۔ قرآنِ مجید میں واضح طور پر فرمایا گیا: " وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا" یعنی اللہ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے[12]۔

ربا ایک ایسا نظام ہے جس میں بغیر محنت کے سرمایہ پر نفع حاصل کیا جاتا ہے، جو کہ معاشی ناانصافی کو جنم دیتا ہے۔ سودی نظام میں امیر مزید امیر اور غریب مزید غریب ہوتا جاتا ہے، جس سے معاشرتی توازن بگڑ جاتا ہے۔

اسلامی فقہ سود کو اس لیے منع کرتی ہے کیونکہ یہ استحصال، ظلم اور غیر منصفانہ دولت کی تقسیم کا سبب بنتا ہے۔اس کے برعکس اسلام نفع ونقصان میں شراکت (Profit and Loss Sharing) کو فروغ دیتا ہے، جو ایک عادلانہ نظام ہے۔

غرر (غیر یقینی اور مبہم معاملات)

غرر سے مراد ایسے تجارتی معاملات ہیں جن میں غیر یقینی، ابہام یا دھوکہ پایا جائے۔ نبی کریم ﷺ نے غرر والے

معاملات سے منع فرمایا ہے[13]۔

غرر کی مثالیں یہ ہیں:

ایسی چیز بیچنا جو ابھی موجود نہ ہو

ایسی چیز کا سودا کرنا جس کی حقیقت واضح نہ ہو

نامعلوم شرائط پر معاہدہ کرنا

اسلام میں غرر کی ممانعت کا مقصد یہ ہے کہ لین دین میں شفافیت ہو اور کسی بھی فریق کے ساتھ دھوکہ نہ ہو۔

اجارہ داری (Monopoly) اور ذخیرہ اندوزی

اسلامی تعلیمات میں اجارہ داری اور ذخیرہ اندوزی کو بھی ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ذخیرہ اندوزی کرتا ہے وہ گناہ گار ہے[14]۔

اجارہ داری کا مطلب یہ ہے کہ کوئی فرد یا کمپنی مارکیٹ پر مکمل کنٹرول حاصل کر لے اور اپنی مرضی سے قیمتیں بڑھائے۔ اس طرح صارفین کا استحصال ہوتا ہے۔

اسلام اس عمل کو اس لیے منع کرتا ہے کیونکہ یہ معاشی انصاف کے خلاف ہے اور معاشرے میں عدم توازن پیدا کرتا ہے۔

حرام اشیاء کی تجارت

اسلامی شریعت میں بعض اشیاء کو حرام قرار دیا گیا ہے، اس لیے ان کی تجارت بھی ناجائز ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شراب، مردار اور دیگر حرام چیزوں کی خرید و فروخت کو بھی حرام قرار دیا ہے[15]۔

یہ اصول اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ معاشرہ اخلاقی اور پاکیزہ بنیادوں پر قائم رہے۔ اگر حرام اشیاء کی تجارت کی اجازت دی جائے تو اس سے معاشرتی بگاڑ پیدا ہو سکتا ہے۔

ظلم اور استحصال کی ممانعت

اسلامی تجارت میں کسی بھی قسم کے ظلم اور استحصال کی اجازت نہیں ہے۔ تاجر کو اس بات کا پابند بنایا گیا ہے کہ وہ اپنے گاہک، مزدور اور شراکت دار کے حقوق کا خیال رکھے۔

یہ اصول اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ معاشی نظام صرف چند لوگوں کے فائدے کے لیے نہ ہو بلکہ پوری سوسائٹی کی بھلائی کے لیے ہو۔

حاصل:

اس باب میں یہ واضح کیا گیا کہ اسلامی فقہ میں تجارتی آزادی کو مکمل آزادی نہیں دی گئی بلکہ اس پر ضروری حدود عائد کی گئی ہیں۔ ربا، غرر، اجارہ داری، اور حرام اشیاء کی تجارت جیسے عوامل کو روک کر اسلام ایک منصفانہ، شفاف اور متوازن معاشی نظام قائم کرتا ہے۔

معاصر دور میں تجارتی وکاروباری آزادی کے چیلنجز

موجودہ دور میں عالمی معیشت نے غیر معمولی ترقی کی ہے اور تجارت کے طریقوں میں بنیادی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔ ٹیکنالوجی، گلوبلائزیشن اور مالیاتی نظام کی پیچیدگیوں نے کاروباری مواقع میں اضافہ کیا ہے، لیکن ساتھ ہی کئی نئے چیلنجز بھی پیدا کیے ہیں۔

اسلامی فقہ کے اصول اگرچہ آفاقی اور ہر دور کے لیے قابلِ اطلاق ہیں، تاہم جدید معاشی نظام میں ان اصولوں کا اطلاق ایک علمی اور عملی چیلنج بن چکا ہے۔ اس باب میں ان اہم چیلنجز کا جائزہ لیا جائے گا جو آج کے دور میں تجارتی آزادی کے ساتھ وابستہ ہیں۔

سودی مالیاتی نظام (Interest-Based Financial System)

معاصر دنیا کا سب سے بڑا معاشی چیلنج سودی مالیاتی نظام ہے، جو تقریباً پوری عالمی معیشت پر حاوی ہے۔ بینکنگ، قرضے، سرمایہ کاری اور مالیاتی ادارے زیادہ تر سودی اصولوں پر چلتے ہیں۔

اسلامی نقطۂ نظر سے سود ایک ممنوع اور غیر عادلانہ نظام ہے، کیونکہ یہ دولت کو چند ہاتھوں میں مرکوز کر دیتا ہے اور غریب طبقے کا استحصال کرتا ہے۔ قرآنِ مجید میں سود کے خلاف سخت وعید بیان کی گئی ہے[16]۔

آج کے دور میں اسلامی مالیاتی ادارے اس چیلنج کا متبادل پیش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، لیکن مکمل طور پر سود سے پاک نظام قائم کرنا بھی ایک بڑا چیلنج ہے۔

ڈیجیٹل فراڈ اور آن لائن تجارت کے مسائل

ای کامرس (E-commerce) اور آن لائن بزنس نے تجارت کو بہت آسان بنا دیا ہے، لیکن اس کے ساتھ فراڈ، دھوکہ دہی، اور معلومات کی غلط فراہمی جیسے مسائل بھی بڑھ گئے ہیں۔

آن لائن خرید وفروخت میں اکثر گاہک کو اصل چیز دیکھنے کا موقع نہیں ملتا، جس کی وجہ سے غرر (غیر یقینی) کا عنصر

پیدا ہو جاتا ہے۔ اسلام نے ایسے معاملات سے منع کیا ہے جن میں دھوکہ یا ابہام ہو[17]۔

اسی طرح ڈیجیٹل فراڈ، جعلی ویب سائٹس، اور آن لائن اسکیمنگ جیسے مسائل صارفین کے اعتماد کو متاثر کرتے ہیں، جو اسلامی اصولِ دیانت داری کے خلاف ہیں۔

اجارہ داری اور ملٹی نیشنل کمپنیز کا غلبہ

گلوبلائزیشن کے نتیجے میں بڑی ملٹی نیشنل کمپنیز نے مارکیٹ پر نمایاں کنٹرول حاصل کر لیا ہے۔ یہ کمپنیاں اکثر قیمتوں، پیداوار اور سپلائی پر اثر انداز ہوتی ہیں، جس سے چھوٹے کاروبار متاثر ہوتے ہیں۔

اسلامی تعلیمات میں اجارہ داری اور ذخیرہ اندوزی کو ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے کیونکہ یہ معاشی عدم توازن پیدا کرتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ذخیرہ اندوزی کو گناہ قرار دیا ہے[18]۔

آج کے دور میں یہ مسئلہ مزید پیچیدہ ہو گیا ہے کیونکہ کارپوریٹ طاقت ریاستی نظام سے بھی زیادہ اثر انداز ہو رہی ہے۔

بلیک مارکیٹنگ اور قیمتوں میں ہیرا پھیری

بلیک مارکیٹنگ ایک ایسا عمل ہے جس میں اشیاء کو جان بوجھ کر مارکیٹ سے غائب کر کے مہنگے داموں فروخت کیا جاتا ہے۔ یہ عمل نہ صرف صارفین کے ساتھ ناانصافی ہے بلکہ معاشی استحصال کی ایک شکل بھی ہے۔

اسلامی تعلیمات میں ناپ تول میں کمی اور دھوکہ دہی کی سخت مذمت کی گئی ہے(4)۔اسی اصول کی روشنی میں بلیک مارکیٹنگ بھی ناجائز قرار پاتی ہے کیونکہ اس میں عوام کو نقصان پہنچایا جاتا ہے۔

اسلامی فقہ کے اصول ان تمام مسائل کے حل کی بنیاد فراہم کرتے ہیں، لیکن ان اصولوں کو جدید حالات پر منطبق کرنا ایک علمی اور عملی ضرورت ہے۔

غیر اخلاقی اشتہارات اور صارفین کا استحصال

جدید مارکیٹنگ میں اشتہارات ایک اہم ذریعہ بن چکے ہیں، جن کے ذریعے مصنوعات اور خدمات کو فروغ دیا جاتا ہے۔ تاہم موجودہ دور میں یہ دیکھا گیا ہے کہ اکثر اشتہارات میں حقیقت کو مسخ کیا جاتا ہے، مصنوعات کی خامیوں کو چھپایا جاتا ہے، اور ان کی خصوصیات کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے۔ اس طرزِ عمل کے نتیجے میں صارفین گمراہ ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ ناانصافی ہوتی ہے۔

اسلامی تعلیمات میں سچائی، امانت اور شفافیت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ تجارت میں دھوکہ دہی، فریب اور غلط بیانی کی

سخت ممانعت کی گئی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں[19]۔ یہ اصول واضح کرتا ہے کہ ایسے تمام اشتہاری طریقے جو صارفین کو گمراہ کریں یا حقیقت کو چھپائیں، اسلامی نقطۂ نظر سے ناجائز ہیں۔

اسی طرح فقہاء نے اس بات پر زور دیا ہے کہ تاجر پر لازم ہے کہ وہ اپنی اشیاء کے عیوب کو ظاہر کرے اور کسی قسم کی غلط بیانی سے اجتناب کرے[20]۔ اس اصول کی روشنی میں غیر اخلاقی اشتہارات نہ صرف کاروباری بددیانتی ہیں بلکہ شرعی اعتبار سے بھی ممنوع ہیں۔

مزید برآں، اسلامی معاشی نظام میں صارفین کے حقوق کا تحفظ ایک بنیادی ذمہ داری ہے۔ اگر اشتہارات کے ذریعے عوام کو دھوکہ دیا جائے تو یہ معاشرتی استحصال کی ایک شکل بن جاتی ہے، جسے اسلام ہر گز قبول نہیں کرتا۔ اس بحث سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ غیر اخلاقی اشتہارات اور صارفین کا استحصال اسلامی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے، کیونکہ اسلام سچائی، شفافیت اور عدل پر مبنی معاشی نظام کا حامی ہے۔

اسلامی حل اور معاصر تطبیقات

گزشتہ ابواب میں یہ واضح کیا جا چکا ہے کہ اسلامی فقہ تجارتی و کاروباری آزادی کو تسلیم کرتی ہے، مگر اسے اخلاقی اور شرعی حدود کے اندر محدود رکھتی ہے۔ معاصر دور میں پیدا ہونے والے معاشی چیلنجز، جیسے سودی نظام، ڈیجیٹل فراڈ، اجارہ داری اور غیر اخلاقی کاروباری طریقے، ایک ایسے مربوط حل کے متقاضی ہیں جو نہ صرف اصولی ہو بلکہ عملی طور پر بھی قابلِ نفاذ ہو۔

اسلامی تعلیمات ایک ایسا متوازن اور جامع معاشی نظام فراہم کرتی ہیں جو ان تمام مسائل کا حل پیش کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس باب میں انہی حل اور ان کی جدید تطبیقات کا جائزہ لیا جائے گا۔

اسلامی بینکاری اور مالیاتی نظام

معاصر دور میں سودی نظام کے متبادل کے طور پر اسلامی بینکاری ایک مؤثر حل کے طور پر سامنے آئی ہے۔ اسلامی بینکاری کا بنیادی اصول یہ ہے کہ سرمایہ کاری نفع و نقصان کی شراکت (Profit and Loss Sharing) پر مبنی ہو، نہ کہ سود پر۔

مضاربہ، مشارکہ، مرابحہ اور اجارہ جیسے ماڈلز اس نظام کی بنیاد ہیں۔ یہ نظام اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ سرمایہ کار اور کاروباری شخص دونوں منافع اور نقصان میں شریک ہوں، جس سے معاشی انصاف قائم ہوتا ہے۔

قرآنِ مجید میں سود کی حرمت اور تجارت کی حلت کا اصول اس نظام کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

اخلاقی تجارت(Ethical Business Practices)

اسلامی معیشت میں اخلاقیات کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ایک مسلمان تاجر کے لیے ضروری ہے کہ وہ:

سچائی اور دیانت داری اختیار کرے

دھوکہ دہی اور فریب سے بچے

وعدوں کی پابندی کرے

گاہک کے حقوق کا خیال رکھے

نبی کریم ﷺ کی تعلیمات اس بات پر زور دیتی ہیں کہ تجارت میں اخلاقی اصولوں کو اپنایا جائے، کیونکہ یہی اصول ایک پائیدار اور کامیاب کاروبار کی بنیاد ہیں[21]۔

ریاست کا کردار

اسلامی نظام میں ریاست کو یہ ذمہ داری دی گئی ہے کہ وہ مارکیٹ میں عدل وانصاف کو یقینی بنائے۔ریاست کو چاہیے کہ:

ذخیرہ اندوزی اور اجارہ داری کو روکے

قیمتوں میں غیر ضروری اضافہ کو کنٹرول کرے

صارفین کے حقوق کا تحفظ کرے

شفاف تجارتی ماحول فراہم کرے

حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں بازاروں کی نگرانی اور ناجائز کاروباری سرگرمیوں کی روک تھام اس کی بہترین مثال ہے۔

ڈیجیٹل معیشت میں اسلامی اصولوں کا اطلاق

موجودہ دور میں ای کامرس اور ڈیجیٹل بزنس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔اسلامی اصولوں کو ان جدید ذرائع پر بھی لاگو کیا جا سکتا ہے، مثلاً:

آن لائن لین دین میں شفافیت

مصنوعات کی درست معلومات فراہم کرنا

فراڈ سے بچاؤ کے لیے سیکیورٹی اقدامات

معاہدوں کی واضح شرائط

غرر اور دھوکہ دہی سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ ڈیجیٹل پلیٹ فارمز پر مکمل وضاحت اور اعتماد قائم کیا جائے 22۔

معاشرتی انصاف اور فلاحی نظام

اسلامی معیشت کا ایک اہم پہلو معاشرتی انصاف ہے۔ زکوٰۃ، صدقات، اور دیگر فلاحی نظام دولت کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بناتے ہیں۔

یہ نظام اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ دولت صرف چند ہاتھوں میں محدود نہ رہے بلکہ معاشرے کے تمام طبقات تک پہنچے۔ قرآنِ مجید میں اس اصول کو واضح کیا گیا ہے کہ دولت صرف امیروں کے درمیان گردش نہ کرے [23]۔

اسلامی اصولوں کی عملی تطبیق: فقہاء و علماء کی روشنی میں

اسلامی معاشی نظام محض نظری اصولوں کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک ایسا عملی نظام ہے جو ہر دور میں نافذ کیا جا سکتا ہے۔ فقہاء کرام نے اپنے علمی ورثے میں ان اصولوں کو نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے اور ان کی عملی تطبیق کے طریقے بھی متعین کیے ہیں۔

اسلامی فقہ کے مطابق تجارت اور کاروبار کی بنیاد باہمی رضامندی اور جواز پر قائم ہے۔ اسی اصول کو امام ابن قدامہؒ نے بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ خرید و فروخت میں اصل جواز ہے جب دونوں فریق راضی ہوں [24]۔ یہ اصول اس بات کو واضح کرتا ہے کہ اسلامی مالیاتی نظام کی تشکیل فطری اور جائز بنیادوں پر کی جا سکتی ہے، بشرطیکہ اس میں سود اور دھوکہ شامل نہ ہو۔

مزید برآں، شریعت کا بنیادی مقصد انسانی مصالح کا تحفظ اور مفاسد کا خاتمہ ہے۔ امام شاطبیؒ فرماتے ہیں کہ شریعت کا مقصد مصالح کو حاصل کرنا اور مفاسد کو دور کرنا ہے [25]۔ اس اصول کی روشنی میں اسلامی معاشی نظام ایسے تمام ذرائع کو رد کرتا ہے جو معاشرتی نقصان یا ناانصافی کا سبب بنیں۔

اسلامی تعلیمات میں کاروباری اخلاقیات کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ امام غزالیؒ کے مطابق تاجر کے لیے ضروری ہے کہ وہ سچائی اور امانت کو اختیار کرے اور دھوکہ و خیانت سے بچے [26]۔ یہ اصول اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ تجارت صرف مالی فائدہ کا ذریعہ نہ ہو بلکہ ایک اخلاقی اور سماجی ذمہ داری بھی ہو۔

اسی طرح اسلامی فقہ میں ریاست کے کردار کو بھی نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ ابن تیمیہؒ نے واضح کیا ہے کہ

حکمران پر لازم ہے کہ وہ بازار میں عدل قائم کرے اور ظلم کو روکے[27]۔ یہ اصول اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ اسلامی معاشی نظام کے نفاذ کے لیے ریاستی نگرانی اور قانون سازی ناگزیر ہے۔

مزید برآں، اسلامی اصولوں کی کامیاب تطبیق کے لیے عوامی شعور اور اخلاقی تربیت بھی ضروری ہے۔ جب تک افراد خود دیانت داری، انصاف اور امانت کو اپنی عملی زندگی کا حصہ نہیں بناتے، اس وقت تک کوئی بھی معاشی نظام مکمل طور پر کامیاب نہیں ہو سکتا۔

نتائج بحث:

1. تحقیق سے واضح ہوا کہ اسلام تجارت اور کاروبار کو ایک جائز اور ضروری انسانی سرگرمی کے طور پر تسلیم کرتا ہے۔
2. اسلامی فقہ کا اصول اصلِ اباحت تجارتی آزادی کی بنیادی دلیل فراہم کرتا ہے، جس کے تحت معاملات اصل میں جائز ہوتے ہیں۔
3. اسلامی نظام میں تجارتی آزادی کو مطلق نہیں بلکہ محدود اور ذمہ دارانہ آزادی کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔
4. قرآن و سنت نے تجارت کے لیے واضح اصول مقرر کیے ہیں، جیسے حلال و حرام کی تمیز اور باہمی رضامندی۔
5. دیانت داری، امانت اور سچائی اسلامی تجارت کے بنیادی اخلاقی ستون ہیں۔
6. ناپ تول میں انصاف اور شفافیت کو اسلامی معاشی نظام میں خاص اہمیت حاصل ہے۔
7. سود (ربا) کی حرمت اسلامی معیشت کا مرکزی اصول ہے، جو معاشی استحصال کو روکنے کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔
8. غرر (غیر یقینی معاملات) اور دھوکہ دہی کو اسلام نے ناجائز قرار دیا ہے تاکہ لین دین میں شفافیت قائم رہے۔
9. اجارہ داری اور ذخیرہ اندوزی کو اسلامی تعلیمات میں ممنوع قرار دیا گیا ہے کیونکہ یہ عوامی استحصال کا سبب بنتے ہیں۔
10. حرام اشیاء کی تجارت اسلام میں مکمل طور پر ناجائز ہے اور اسے معاشرتی بگاڑ کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔
11. معاصر دور میں سودی نظام، ڈیجیٹل فراڈ، اور عالمی مارکیٹ کی اجارہ داری جیسے بڑے چیلنجز سامنے آئے ہیں۔
12. اسلامی معیشت ان چیلنجز کا متبادل پیش کرتی ہے، جیسے اسلامی بینکاری اور نفع و نقصان کی شراکت کا نظام۔
13. اسلامی نظام میں ریاست کو مارکیٹ میں عدل و انصاف قائم رکھنے اور ناجائز سرگرمیوں کو روکنے کی ذمہ داری دی گئی ہے۔
14. مجموعی طور پر اسلام ایک متوازن معاشی نظام پیش کرتا ہے جس میں تجارتی آزادی اور سماجی انصاف کے درمیان مکمل ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔

حواشی

[1] James D. Evans & Barry Berman, Marketing, Prentice Hall, 5th Edition, 1990, p. 12

[2] Paul Samuelson & William Nordhaus, Economics, McGraw-Hill, 19th Edition, 2010, p. 27

[3] M.C.Shukla, Business Organisation and Management, SChand &Company,New Delhi,2012,p. 45

[4] جلال الدین عبدالرحمن السیوطی، الأشباہ والنظائر، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، 1990ء، ص60- Jalal ad-Din Abd ar-Rahman as-Suyuti,Al-Ashbah wa an-Naza'ir,Dar al-Kutub al-Ilmiyyah,Beirut, Lebanon, 1990, p. 60

[5] القرآن الکریم، سورۃ البقرۃ، الآیۃ275، — Al-Qur'an al-Kareem, Surah Al-Baqarah, Ayah 275

[6] الكاساني، علاء الدین أبو بکر بن مسعود (المتوفى: 587ھ)، بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ: الثانیۃ، 1406ھ / 1986م، الجزء الخامس، الصفحۃ183

Al-Kasani, Bada'i al-Sana'i fi Tartib al-Shara'i, Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, Beirut, 2nd edition, 1406H, vol. 5, p. 183

[7] ابن قدامۃ، عبداللہ بن أحمد (المتوفى: 620ھ)، المغني، دار الفکر، بیروت، الطبعۃ: الأولى، 1405ھ، الجزء الرابع، الصفحۃ3

Ibn Qudamah, Al-Mughni, Dar al-Fikr, Beirut, 1st edition, 1405H, vol. 4, p. 3

[8] القرآن الکریم، سورۃ البقرۃ، الآیۃ275، — Al-Qur'an al-Kareem, Surah Al-Baqarah, Ayah 275,

[9] القرآن الکریم، سورۃ المطففین، الآیات 1-3، — Al-Qur'an al-Kareem, Surah Al-Mutaffifin, Ayat 1-3,

[10] القرآن الکریم، سورۃ النساء، الآیۃ29، — Al-Qur'an al-Kareem, Surah An-Nisa, Ayah 29,

[11] محمد بن عیسیٰ الترمذی، الجامع الصحیح (سنن الترمذی)، ج3، ص515 — Muhammad bin Isa at-Tirmidhi, Al-Jami' as-Sahih (Sunan at-Tirmidhi), Vol. 3, p. 515

[12] القرآن الکریم، سورۃ البقرۃ، الآیۃ275، — Al-Qur'an al-Kareem, Surah Al-Baqarah, Ayah 275,

[13] مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب النھي عن بیع الغرر،، ج3، ص1153 — Muslim bin al-Hajjaj, Sahih Muslim, Kitab al-Buyu', Bab an-Nahy 'an Bay' al-Gharar, Vol. 3, p. 1153

[14] مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، باب تحریم الاحتکار،،، ج3، ص1227 — Muslim bin al-Hajjaj, Sahih Muslim, Kitab al-Musaqat, Bab Tahrim al-Ihtikar, 1991, Vol. 3, p. 1227

[15] محمد بن إسماعیل البخاری، صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب بیع المیتۃ والأصنام،، ج3، ص70 — Muhammad bin Isma'il al-Bukhari, Sahih al-Bukhari, Kitab al-Buyu', Bab Bay' al-Maytah wal-Asnam, 2001, Vol. 3, p. 70

[16]القرآن الکریم، سورۃ البقرۃ، الآیات 278-279، — Al-Qur'an al-Kareem, Surah Al-Baqarah, Ayat 278–279,

[17]مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب النهي عن بیع الغرر، ج3، ص1153 — Muslim bin al-Hajjaj, Sahih Muslim, Kitab al-Buyu', Bab an-Nahy 'an Bay' al-Gharar, 1991, Vol. 3, p. 1153

[18]مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، باب تحریم الاحتکار، ج3، ص1227 — Muslim bin al-Hajjaj, Sahih Muslim, Kitab al-Musaqat, Bab Tahrim al-Ihtikar, 1991, Vol. 3, p. 1227

[19]محمد بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب قول النبی ﷺ من غشنا فلیس منا، ج1، ص99

Roman: Muslim bin al-Hajjaj, Sahih Muslim, Kitab al-Iman, Bab Qawl an-Nabi ﷺ "Man ghashana falaysa minna",1991, Vol. 1, p. 99

[20]ابو حامد محمد بن محمد الغزالی، احیاء علوم الدین، ج2، ص75

Roman: Abu Hamid Muhammad bin Muhammad al-Ghazali, Ihya' Ulum ad-Din, 2005, Vol. 2, p. 75

[21]الشاطبی، الموافقات، دار المعرفۃ، بیروت، لبنان، 1997ء، ج2، ص8

Roman: Ash-Shatibi, Al-Muwafaqat, Dar al-Ma'rifah, Beirut, Lebanon, 1997, Vol. 2, p. 8

[22]ابو حامد محمد بن محمد الغزالی، احیاء علوم الدین، دار المعرفۃ، بیروت، لبنان، 2005ء، ج2، ص75

Roman: Abu Hamid Muhammad bin Muhammad al-Ghazali, Ihya' Ulum ad-Din, Dar al-Ma'rifah, Beirut, Lebanon, 2005, Vol. 2, p. 75

احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ، الحسبۃ فی الاسلام، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، 1998ء، ص20

Roman: Ahmad bin Abd al-Halim Ibn Taymiyyah, Al-Hisbah fi al-Islam, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, Lebanon, 1998, p. 2

[23][23]ابو حامد محمد بن محمد الغزالی، احیاء علوم الدین، دار المعرفۃ، بیروت، لبنان، 2005ء، ج2، ص75

Roman: Abu Hamid Muhammad bin Muhammad al-Ghazali, Ihya' Ulum ad-Din, Dar al-Ma'rifah, Beirut, Lebanon, 2005, Vol. 2, p. 75

احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ، الحسبۃ فی الاسلام، ص20

Roman: Ahmad bin Abd al-Halim Ibn Taymiyyah, p. 20

[24] القرآن الکریم، سورۃ البقرۃ، الآیۃ 275، — Al-Qur'an al-Kareem, Surah Al-Baqarah, Ayah 275,

[25] محمد بن عیسیٰ الترمذی، الجامع الصحیح (سنن الترمذی)، ج 3، ص 515 — Muhammad bin Isa at-Tirmidhi, Al-Jami' as-Sahih (Sunan at-Tirmidhi), Vol. 3, p. 515

[26] مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب النھي عن بیع الغرر، دار إحیاء التراث العربي، بیروت، لبنان، 1991ء، ج 3، ص 1153 — Muslim bin al-Hajjaj, Sahih Muslim, Kitab al-Buyu', Bab an-Nahy 'an Bay' al-Gharar, Dar Ihya' at-Turath al-'Arabi, Beirut, Lebanon, 1991, Vol. 3, p. 1153

[27] القرآن الکریم، سورۃ الحشر، الآیۃ 7، Surah Al-Hashr, Ay — Al-Qur'an al-Kareem, ah 7,